دورہ کینیڈا کے ایمان افروز حالات، یہ ملک دین کے مستقبل میں اہم کردار ادا کر سکتا ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰/ اکتوبر ۱۹۸۶ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:

گزشتہ تین جمعوں کے ناغہ کے بعد یعنی ان معنوں میں ناغہ کہ مجھے گزشتہ تین جمعے انگلستان میں پڑھنے کی توفیق نہیں ملی بلکہ اس کی بجائے یہ تین جمعے کینیڈا کے سفر میں پیش آئے۔ پس اس ناغہ کے بعد آج میں تقریباً اکیس (۲۱) دن کے بعد دوبارہ یہاں جمعہ کے لئے حاضر ہوا ہوں۔

اگرچہ اس عرصہ میں انگلستان سے دوری کا احساس رہا اور کئی وجوہات کے علاوہ ایک بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ جس طرح یہاں باقاعدگی سے ڈاک ملتی ہے اور ساری دنیا کی جماعتوں سے رابطہ رہتا ہے اس طرح کینیڈا میں یا اور دیگر ممالک میں رابطے کی ایسی سہولت اور ایسی باقاعدگی نہیں اور خصوصاً اس سفر میں تو ایک لمبے عرصہ کے بعد مجھے یہاں آکر گزشتہ ڈاک دیکھنے کا موقع ملا ہے۔ اس لحاظ سے اول تو میں سب خط لکھنے والوں سے معذرت خواہ ہوں کہ اس اکیس دن کے عرصہ میں جو ڈاک کی طرف توجہ میں کمی آئی ہے اس کے کچھ اثرات لازماً مختلف صورتوں میں ظاہر ہوں گے۔ مثلاً بعض دوستوں نے بعض اہم اور فوری کاموں کی طرف متوجہ کیا تھا، کچھ احباب نے اپنے بچوں کے ناموں کے لئے لکھا تھا، کچھ نے بعض اہم مشورے طلب کئے تھے غرضیکہ بہت سے متفرق کام تھے جن کے لئے وہ میرے جواب کے منتظر ہوں گے۔ اس لئے اب جہاں تک ممکن ہے انشاء اللہ کوشش کر کے اس

سابقہ ڈاک کو نکالوں گا اور کچھ تاخیر سے اگر جواب جائیں تو میں سب احباب سے اس کے لئے معذرت خواہ ہوں۔ دوسرے اس کے علاوہ جماعتی خبروں سے جو کچھ تعلق کٹ جاتا رہا ہے اگر چہ ہم جہاں بھی ہوتے تھے، اہم خبریں ٹیلیفون کے ذریعہ سے ملتی رہتی تھیں مگر ٹیلیفون کا رابطہ اور نوعیت کا ہوتا ہے، باقاعدہ تفصیلی رپورٹوں کا ملنا ایک اور بات ہے۔ اس کی وجہ سے بھی ایک محرومی اور بنیادی طور پر ہلکا سا کٹ جانے کا احساس رہا۔ پھر جس کثرت سے مختلف دنیا سے احباب یہاں تشریف لاتے ہیں، وہ رابطہ بھی کینیڈا جیسے دور دراز ملک میں ممکن نہیں لیکن اس کے علاوہ جہاں تک جماعت کینیڈا کے دورے کا تعلق ہے یہ دورہ اپنی ذات میں نہایت ہی ضروری تھا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کے نتیجہ میں انشاء اللہ آئندہ جماعت کی ترقی کے بہت سے سامان پیدا ہوں گے۔

دورہ خدا کے فضل سے نہایت مصروف تھا اور اس خیال سے کہ بار بار موقع نہیں مل سکتا جماعتوں نے حتی المقدور میرے وقت کا بہترین استعمال کرنے کی کوشش کی۔ اندرونی رابطے کے لحاظ سے بھی اور بیرونی رابطے کے لحاظ سے بھی اور دونوں لحاظ سے کینیڈا کے سفر کا میرے دل پر بہت ہی اچھا اثر پڑا ہے۔ جماعتی طور پر تو میں سمجھتا ہوں کہ جماعت کینیڈا نے گزشتہ چند سالوں میں خدا کے فضل سے تربیتی لحاظ سے غیر معمولی ترقی کی ہے۔

1978ء میں جب میں انفرادی طور پر وہاں گیا تو کینیڈا کی جماعتوں کا اچھا اثر لے کر واپس نہیں آیا تھا۔ اندرونی اختلافات بھی تھے اور مغربی معاشرے سے ایک طبقہ متاثر بھی ہو چکا تھا اور خصوصاً ہماری خواتین پر اس کے بداثرات ظاہر ہو رہے تھے۔ اس کے نتیجہ میں خطرہ تھا کہ آئندہ نسلیں خدانخواستہ ہاتھ سے نہ نکل جائیں۔ علاوہ ازیں بھی نظم وضبط کی وہ کیفیت نہیں تھی جو ہر جگہ جماعت میں ہونی چاہئے اور جب یہ حالات ہوں تو لازماً ترقی پر بہت برا اثر پڑتا ہے اور جماعتوں میں جا کر جو غیر معمولی خوشی کا احساس پیدا ہونا چاہئے اس کا وہاں فقدان تھا۔

اب جب میں وہاں گیا ہوں تو خدا کے فضل سے ہر پہلو سے میری طبیعت میں خوشی کا احساس پیدا ہوا اور اللہ تعالیٰ کے شکر کی طرف طبیعت مائل ہوئی کیونکہ مشرق سے مغرب تک جو سفر اختیار کیا تقریباً ساڑھے تین ہزار میل سے زائد کا سفر تھا صرف ملک کے اندر ہی اور وقت کے لحاظ سے تین گھنٹہ کا فرق پڑ گیا تھا مشرقی کنارے سے مغربی کنارے تک۔ اس تمام عرصہ میں ہر جماعت

میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیداری کی ایک نمایاں روح دیکھی ہے اور بہت احساس پایا جاتا ہے کہ ہم جس حد تک بھی ممکن ہو اپنی اولاد کی تربیت کریں، اکٹھے رہیں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر محبت کے ساتھ دین کے کام کو آگے بڑھانے کی کوشش کریں اور یہ احساس جو عموماً پایا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی خاص رحمت کی ہوا چلی ہے ورنہ بہت بڑا کام تھا سارے ملک کی ہر جماعت کی تربیت کرنا۔ جہاں تک مرکزی مربی کا تعلق ہے ملک اتنا وسیع ہے کہ اس کا ہر جگہ پہنچنا ویسے ہی ممکن نہیں، شاذ کے طور پر کبھی وہ جاسکتے ہیں۔اس سے مجھے اندازہ ہوا ہے کہ دراصل پاکستان میں جو حالات گزر رہے ہیں تکلیف دہ، یہ محض ان کا پھل ہے۔اللہ تعالیٰ کی رحمت کی ہوائیں جو چل رہی ہیں اس کا تعلق ان تکلیفوں سے ہے اور ان دعاؤں سے ہے جو ان تکلیفوں کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہیں اور ساری دنیا میں خدا کی رحمت غیر معمولی طور پر خوشخبریاں لے کے آرہی ہے اور اس کے جو چھینٹے ہیں وہ مردہ دلوں میں ایک نئی جان پیدا کر رہے ہیں، نئی تازگی عطا کر رہے ہیں، نیا ولولہ عطا کر رہے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ صرف کینیڈا ہی میں نہیں ساری دنیا میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسی قسم کی رحمتوں کا نزول ہو رہا ہوگا۔

پس جماعت احمدیہ کو اس پہلو سے خوشخبری ہو کہ جماعت ایک نئے ترقی کے دور میں داخل ہو چکی ہے اور اس دور کے نتائج بہت دور رس ہیں، بہت دیر تک نکلتے رہیں گے اور اگر ان نتائج کو ہم سنبھالیں تو آئندہ عظیم الشان اور عظیم تر نتائج کے لئے وہ مزید بنیادیں مہیا کریں گے اور بلند تر نئے پلیٹ فارم قائم کریں گے۔پس جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے احسانات کے نیچے دبتی چلی جارہی ہے اور جتنا یہ احساس ہمارا بڑھتا جائے گا اتنا ہی خدا کا یہ وعدہ پورا ہوتا چلا جائے گا کہ لَاَزِيۡدَنَّكُمۡ (ابراھیم:۸)۔تم شکر ادا کرتے چلے جاؤ اور میں اس شکر کے نتیجہ میں اپنے فضلوں اور رحمتوں اور برکتوں کو بڑھاتا چلا جاؤں گا۔

جہاں تک بیرونی واسطے کا تعلق ہے جماعت احمدیہ کینیڈا کی ہر شاخ میں بیرونی دنیا سے تعلق زیادہ واضح اور مضبوط ہوا ہے۔ واضح ان معنوں میں کہ پہلے اس تعلق میں کچھ ابہام سا پایا جاتا تھا اور دونوں طرف نمایاں احساس کے ساتھ ایک دوسرے کے وجود کی پوری خبر نہیں تھی یعنی جماعت احمدیہ کے افراد یہ سمجھتے تھے کہ کینیڈا کی دنیا الگ ہے اور ہم الگ ہیں اور کینیڈا جماعت احمدیہ کے وجود سے

عملاً بے خبر تھا ایک معمولی سا احساس تھا کہ یہاں کچھ اور قسم کے لوگ بھی رہتے ہیں لیکن اب یہ تعلق واضح ہو گیا ہے اور اس کثرت کے ساتھ جماعت احمدیہ نے اپنے آپ کو اپنے ماحول پر واضح کیا ہے اور احمدیت کا تعارف کروایا ہے کہ جس جس جگہ بھی میں گیا ہوں مجھے یہ احساس ہوا کہ جماعت احمدیہ کے متعلق ابتدائی تعارف کی ضرورت نہیں رہی ۔ یہاں تک کہ پریس میں بھی جماعت احمدیہ کے بارے میں خاصا تعارف موجود تھا۔ وہاں کے مختلف حکام سے بھی رابطہ رہا Intelegencia سے بھی رابطہ رہا اور اکثر جگہ یہ دیکھ کر تعجب ہوتا تھا کہ وہ جماعت کے حالات کے متعلق باخبر ہیں اور گزشتہ دو تین سال کے اندر اس پہلو سے جماعت نے بڑے منظّم طور پر کام کو آگے بڑھایا ہے۔

پس اب کینیڈا میں جماعت ایک معین ،ٹھوس وجود کے طور پر ابھر آئی ہے اور جماعت میں یہ احساس پیدا ہو گیا ہے کہ ہم ان سے کٹ کر نہیں رہیں گے بلکہ ان کے ساتھ شامل ہوں گے، ان کے ساتھ تعلقات بڑھائیں گے اور سارا کینیڈا دراصل خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اسلام کے لئے ایک مستقبل کی سرزمین بننے والا ہے۔ جہاں اسلامی نفوذ کو ہم نے معین طور پر بڑی کوشش ،محنت اور دعاؤں کے ساتھ پھیلاتے چلے جانا ہے۔ پہلے یہ احساس اگر تھا بھی تو انفرادی طور پر پایا جاتا تھا مگر ساری جماعت کا یہ احساس کہ ہم نے تبلیغ کرنی ہے، اسلام کا پیغام پہنچانا ہے، اس ملک کو آنحضرت ﷺ کے لئے اور آپؐ کے دین کے لئے فتح کرنا ہے، یہ احساس اس شدت کے ساتھ پہلے مجھے محسوس نہیں ہوا تھا۔

پس ان سب پہلوؤں سے جب میں غور کرتا ہوں تو اللہ تعالیٰ کے شکر سے میرا دل بھر جاتا ہے کہ یہ دورہ خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت ہی مطمئن کرنے والا اور اللہ تعالیٰ کے احسانات کی طرف مزید متوجہ کرنے والا تھا۔ اس دوران بعض مزید آئندہ جماعت کی ترقی کے پروگرام بھی ذہن میں ابھرے اور اللہ تعالیٰ نے ایسے امور کی طرف نشاندہی بھی کروائی جن کے نتیجہ میں میں امید رکھتا ہوں کہ جماعت کی ترقی پہلے سے بہت زیادہ تیز ہو جائے گی اور جن جن جگہوں پر ان امور کا ذکر ہوا ہے وہاں میں نے محسوس کیا کہ جماعت میں خود ایک بڑا ولولہ پایا جاتا ہے کہ ہمیں عمل کی نئی راہیں بتاؤ ہم آگے بڑھنے کے لئے تیار ہیں۔ چنانچہ جن جن دوستوں سے بعض تجاویز کے متعلق مشورے طلب کئے گئے انہوں نے نہایت ہی محبت اور خلوص کے ساتھ نہ صرف مشورے دیئے بلکہ کام کی

ذمہ داریاں بھی قبول کیں۔اس لئے ان کی تفصیلات میں تو یہاں جانے کی ضرورت نہیں ہے لیکن یہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس سفر کے دوران جماعت احمدیہ کینیڈا کے مستقبل کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے بہت سی نئی تجاویز سوجھائیں اوران پر عمل درآمد کرنے کے لئے غور اور فکر کی توفیق عطا فرمائی اور عمل درآمد کرنے کے لئے انصار مہیا فرمائے جو پورے ولولے اور خلوص نیت کے ساتھ اس بات پر تیار ہیں کہ عنقریب انشاء اللہ تعالیٰ جو جو راہیں ان کو دکھائی گئی ہیں ان میں بڑی تیزی کے ساتھ آگے بڑھنے کی کوشش کریں گے۔اس پہلو سے ساری دنیا کی جماعتوں کو جس جس تک میری یہ آواز پہنچے کینیڈا کو خصوصیت سے اپنی دعاؤں میں شامل کر لینا چاہئے۔

میں سمجھتا ہوں کہ اسلام کے مستقبل کے لئے کینیڈا ایک بہت ہی اہم کردار ادا کرسکتا ہے۔ایک خاص نوعیت کا یہ ملک ہے جس کو شمالی امریکہ ہونے کے باوجود شمالی امریکہ کی بعض برائیوں سے بچنے کی توفیق ملی ہے اور شمالی امریکہ کی بہت سی ترقیات سے حصہ پانے کی بھی توفیق ملی ہے اگر چہ شمالی امریکہ میں جو United States Of America ہے یعنی ریاست ہائے متحدہ امریکہ، اس کے مقابل پر بہت پیچھے ہے لیکن اس کے اندر Potential موجود ہے۔خدا تعالیٰ نے غیر معمولی اس ملک کو ایسی صلاحیتیں بخشی ہیں کہ اگر ان سے استفادہ کیا جائے تو دنیاوی طاقت کے لحاظ سے بھی بہت ہی عظیم ملک بن سکتا ہے۔مذہبی طور پر اگر چہ اس ملک پر بھی مادہ پرستی کا اثر ہے لیکن ہر جگہ میں نے محسوس کیا کہ مادہ پرستی کا جو اثر امریکہ پر ہے اس کا عشر عشیر بھی ابھی کینیڈا پر نہیں اور ان کا مادہ پرستی کا اثر Skin Deep یعنی بڑا سطحی ہے۔ہر گفت وشنید کے نتیجہ میں میں نے محسوس کیا کہ ان کے اندر مذہب کی لگن ہے اور جذبہ پایا جاتا ہے انسانیت کے لئے۔وہ چاہتے ہیں کہ ٹھوس اقدار پر زندگی بسر کریں اور اس کے لئے ایک بے چینی اور جستجو ہے۔اگر چہ دہریت بھی ہے اور جیسا کہ سارے مغربی ملکوں میں ہے لیکن دہریت میں بھی وہ شدت نہیں ہے بلکہ Agnosticism جس کو کہتے ہیں یعنی لاعلمی کی دہریت اس قسم کی دہریت , زیادہ ہے شرارت کی دہریت نہیں ہے اور بات کو جلدی قبول کرتے ہیں، بہت جلدی اثر لیتے ہیں اور دلیل کو سمجھتے ہیں، متحمل مزاج لوگ ہیں۔

ان کی دہریت کے متعلق ایک چھوٹا سا دلچسپ واقعہ سناتا ہوں۔وہاں خدا تعالیٰ کے فضل سے ٹیلی ویژن کے پروگراموں میں بھی شرکت کی توفیق ملی۔ٹیلیویژن کا ایک پروگرام تقریباً پچاس

منٹ کا تھا اس کا ایک حصہ سوال و جواب پر مشتمل تھا ہر قسم کا سوال جو چاہیں وہ کریں ۔ وہ Live پروگرام تھا یعنی ساتھ ساتھ وہ پروگرام دکھایا جارہا تھا۔ اس میں کوئی ردو بدل نہیں کر سکتے تھے اور اس کا ایک حصہ ٹیلیفون پر سوالات کے لئے وقف تھا۔ جو چاہے ٹیلیفون پر سوال کرے اس کو اسی وقت جواب دیا جاتا ہے۔ اس کے دوران مشن کا نمبر بھی لکھا ہوا دکھایا اور بول کر بھی بتایا کہ اگر کسی کو دلچسپی ہو تو اس مشن سے اس نمبر سے وہ رابطہ کر کے آئندہ اپنی سوالات کی پیاس بجھا سکتے ہیں۔

اس پروگرام کے دوران ہی مشن ہاؤس میں فون آیا اور فون کرنے والے نے بتایا کہ میں تو پکا دہریہ تھا لیکن یہ پروگرام دیکھتے ہی میرے اندر تبدیلی پیدا ہوگئی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے موقع دیں اور میرے سوالات کا جواب دیں۔ تو میں گہری دلچسپی لینا چاہتا ہوں۔ اس مسئلہ میں ایسی اچھی اور فوری Respons ایک دہریہ کی طرف سے بڑا تعجب انگیز ہے اور خوش آئند ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کی دہریت بھی سطحی ہے۔ ورنہ اتنی جلدی ایک ایسے پروگرام سے متأثر ہو جانا جس کا براہ راست دہریت سے تعلق نہیں تھا یعنی مذہبی پروگرام تو تھا لیکن خاص طور پر دہریوں کے اعتراضات کے جوابات سے تعلق رکھنے والا پروگرام نہیں تھا، متفرق سوال تھے اور اس کا اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک اور فائدہ یہ بھی ہوا کہ پاکستانی سوسائٹی جس کو یک طرفہ پراپیگنڈے نے جماعت احمدیہ سے دور پھینکا ہوا تھا وہ بھی اس پروگرام کو دلچسپی سے سنتی رہی اور اس کے نتیجہ میں دوسرے دن کی ہماری جو مجلس تھی اس میں ایسے لوگ بھی شامل ہوئے جنہوں نے گویا حلف اٹھا رکھے تھے کہ ہم نے جماعت احمدیہ کی بات کبھی سننی ہی نہیں۔

ایک خاتون نے بتایا کہ میرے میاں اتنے دشمن، اتنے شدید قسم کے متنفر تھے جماعت سے کہ گھر میں بھی ذکر تک نہیں چلنے دیتے اور وہ پروگرام دیکھنے کے بعد انہوں نے فیصلہ کیا کہ میں ان کی کل کی مجلس میں ضرور شامل ہوں گا اور جب وہ شامل ہوئے تو مجلس ختم ہونے کے بعد بھی واپس نہیں گئے پھر مغرب وعشاء کی نماز پر بیٹھے رہے۔ پھر اس کے بعد جو ہماری اندرونی ایک مجلس لگی اس میں بھی شامل ہوئے اور ان کے رویہ سے اور ان کے ساتھیوں کے ان کے اور بھی بہت سے اہم ساتھی جو جماعت احمدیہ کی مخالفت میں پیش پیش تھے وہ بھی تشریف لائے ہوئے تھے، ان کے رویہ سے پتہ چلتا تھا کہ ان کے اندر شرافت موجود ہے اور سعادت ہے۔ بات کو محض ضد کی وجہ سے نہیں ٹالتے بلکہ

یک طرفہ پراپیگنڈے سے متأثر ہوئے ہیں اس لئے جماعت کے خلاف نفرت تھی۔

یہ جو پروگرام تھے ان کا بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے مزید فائدہ یہ ہوا کہ جو رابطہ تھا وہ اور زیادہ وسیع ہو گیا۔ لیکن ایسے کئی پروگرام تھے ایک ہی پروگرام نہیں تھا۔ ان کا ایک بہت ہی پاپولر (Popular) ریڈیو ہے جس میں اسی طرح ٹیلیفون پر سوالات کرنے کی اجازت ہوتی ہے۔ جو ریڈیو پروگرام چلاتے ہیں وہ بھی وہاں کی بہت ہی معروف اور ہر دلعزیز شخصیت ہیں۔ ان کا پروگرام لوگ بڑے شوق سے دیکھتے ہیں۔ اس پروگرام میں بھی اللہ تعالیٰ نے موقع عطا فرمایا۔ وہ بھی تقریباً پچاس منٹ تک جاری رہا اور ہر موضوع پر ہر قسم کے سوالات انہوں نے کئے بعد میں جو جائزہ لیا ان کی رپورٹ یہ تھی کہ پرائم منسٹر بھی ایک پچھلے ہفتہ اس پروگرام میں شامل ہوئے تھے ان کے سننے والوں کی تعداد کم تھی اور اب یہ جو پروگرام ہوا ہے اس میں تعداد زیادہ تھی۔ تو مذہبی امور میں اگر دلچسپی نہ ہوتی کسی قوم کو تو یہ ممکن ہی نہیں ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کی مذہب سے دوری بھی سطحی ہے ورنہ اس کثرت کے ساتھ ایک ایسے پروگرام کو جس کا تعلق نہ ان کے مذہب سے ہے اور نہ ان کو کسی مذہب سے دلچسپی ہے، اس کثرت کے ساتھ اس پروگرام میں دلچسپی کا اظہار کرنا بھی اللہ تعالیٰ کا ایک خاص فضل ہے اور ان کی طبیعت کی سعادت کی بھی عکاسی کرتا ہے۔

ایسے پروگرام اور پریس کا توجہ دینا یہ سب بتاتا ہے کہ وہاں کی جماعت اس عرصہ میں فعال رہی ہے اور اپنے بیرونی رابطے کو مضبوط تر کرتی رہی ہے۔ ورنہ ایک ایسا شخص جو بالکل غیر متعارف ہو کہیں یا ایسی جماعت جو غیر متعارف ہو اس کے راہنما کو اس طرح خوش آمدید کہنا اور اتنے اہم پروگراموں میں اتنی نمایاں حیثیت دینا یہ ممکن ہی نہیں ہے جب تک کہ پہلے سے جماعت نے محنت نہ کی ہو۔ پھر ان کی محنت کا اس سے پتہ چلتا ہے کہ مجالس میں اس جگہ کی اہم ترین شخصیات آتی رہی ہیں وزراء بھی آئے اور میئرز بھی آئے اور سیاستدان اور دانشور، پروفیسر ہر قسم کے طبقہ کے لوگ شامل ہوتے رہے اور ان سے گفتگو کے دوران پتہ چلتا رہا کہ وہ خدا کے فضل سے پہلے سے ہی جماعت سے واقف ہیں۔ فعال جماعت کا رابطہ اگر بیرونی دنیا سے ہو تو وہ اثر دکھاتا ہے اور رپورٹوں میں ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں۔ جب آپ وہاں جائیں تو آپ کو خود وہاں کے حالات بول کر بتاتے ہیں کہ ہم کیا ہیں اور کسی جماعت نے کام کیا ہے یا نہیں کیا۔ تو جس جس جماعت میں بھی میں گیا

ہوں خدا کے فضل سے وہاں بیرونی رابطے کو میں نے نہایت ہی مؤثر دیکھا ہے اور جن پروگراموں میں شامل ہوئے ہیں ان کے بعد وہ رابطہ بڑھا ہے اور مضبوط تر ہوا ہے خدا کے فضل سے۔اس لئے جو موجودہ ترقی کی انتہا ہے وہ آئندہ ترقی کے لئے قدم رکھنے کی جگہ بن جائے گی اور مزید بلند تر چھلانگ لگانے کی اس جماعت کو توفیق مل سکتی ہے اگر وہ اس کام کو خلوص اور صبر کے ساتھ آگے بڑھاتے رہیں۔

یہ جو ریڈیو پروگرام تھا اس میں بھی ایک صاحب تھے، ان کا مجھے اب نام یاد نہیں، لیکن بڑے مشہور وہاں کے ہر دلعزیز دوست تھے۔ان کے متعلق یہ تأثر عام تھا کہ یہ سوال و جواب میں اتنے سخت ہیں کہ ان کو شوق ہے کہ جس سے سوال کریں اس کو نیچا دکھائیں اور اس کو لاجواب کریں اور اسی بناء پر ان کی زیادہ شہرت ہے۔ان کے متعلق مجھے بعد میں بعض دوستوں نے بتایا کہ ان کے غیر احمدی یا Canadian کینیڈین دوست ان سے کہہ رہے تھے کہ ہمیں تعجب ہوا ہے کہ اس شخص کی لگتا ہے کیفیت ہی بدلی ہوئی تھی اور ساتھ تائید کرتا چلا جاتا تھا اور وہ مزاج ہی نہیں تھا جو پہلے سختی کا مزاج اس کے متعلق ہم جانتے تھے یا جس کی وجہ سے وہ معروف تھا۔اس پروگرام کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ کچھ دیر پروگرام چلتا ہے پھر بیچ میں اشتہارات آتے ہیں اور اشتہارات کے دوران پھر ان کو عام بات کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔جب اشتہارات کا وقفہ آیا تو اس سوال کرنے والے نے مجھے کہا کہ یہ پروگرام تو صرف ایک گھنٹے کا ہے،آپ سے چند باتیں میں نے کی ہیں اب میرا دل چاہتا ہے کہ کئی گھنٹے کا آپ کا پروگرام کروں اور سوال کرتا ہی رہوں۔اس سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ وہاں کے جو باقاعدہ منجھے ہوئے Professional ٹیلیویژن یا ریڈیو سے تعلق رکھنے والے لوگ ہیں ان کے اندر بھی صرف مشین والی باتیں نہیں بلکہ انسانی قدریں ہیں۔ ورنہ یورپ کے دیگر ممالک میں آپ جیسے چاہیں جواب دیں انسانی لحاظ سے اس قسم کے متعصب ہوتے ہی نہیں کیونکہ ان کی تربیت ایسی ہے کہ تم نے مشین کی طرح رہنا ہے اور انسانی تأثر اس شدت کے ساتھ ان ممالک میں نظر نہیں آتا نہ امریکہ میں آپ کو دکھائی دے گا۔تو کینیڈا میں ہر طرف خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کے ذریعہ اسلام کو پھیلانے کے عظیم الشان مواقع میسر ہیں۔

تو احباب جماعت کو چاہئے کہ دعاؤں کے ذریعہ ان کی مدد کریں اور جو دوست کبھی سفر میں جاسکیں یا جن دوستوں کو توفیق ملے اور ان کو قانون اجازت دیتا ہو وہاں Settle ہونے کی وہ بھی

بیشک وہاں جا کر آباد ٹھہریں کیونکہ اس سے جماعت کو بھی تقویت حاصل ہوگی اور اسلام کو عظیم الشان تقویت حاصل ہوگی ۔ یہ ملک ایک ایسا ملک ہے کہ اس میں مجھے امید کے بہت سے نمایاں پہلو دکھائی دیئے ہیں ۔ وہاں جا کر رہنا یا دوستوں کا وہاں سفر کرنا عام طور پر تو بہت ہی مشکل ہے ۔ دوری کے نتیجے میں وہاں کے فاصلے اور آج کل جو جماعت کے حالات ہیں ان میں چندوں کے مطالبے اتنے زیادہ ہیں کہ زائد سفروں کے لئے پیسے بچنے بہت ہی بعید کی بات ہے ۔ اس لئے امریکہ اس لحاظ سے چونکہ قریب تر ہے ان کے لئے موقع ہے کہ وہ کینیڈا کی طرف خصوصی توجہ کریں اور اس سفر کے دوران امریکن جماعتیں بڑی کثرت کے ساتھ وہاں پہنچی ہیں اور ان کے لئے مشکل نہیں ہے ، نہ قانونی روکیں ہیں ، نہ اخراجات کے لحاظ سے مشکل ہے ۔ دونوں طرف یعنی امریکہ کے مشرقی کنارے اور مغربی کنارے میں کینیڈا کے ساتھ ساتھ جماعتیں موجود ہیں اور اس کے پرلی طرف کینیڈا میں بھی اس طرح ان کے قریب قریب جماعتیں موجود ہیں ۔ تو ان کا آپس میں رابطہ بڑھنا چاہئے ۔ لیکن جو کام ہر احمدی دنیا میں ہر جگہ کر سکتا ہے وہ یہ ہے کہ جہاں جہاں کینیڈین ہیں وہاں ان سے رابطہ کریں اور ان سے خوشی کا بھی اظہار کریں اور ان کا شکریہ بھی ادا کریں کہ انہوں نے جماعت احمدیہ کے ساتھ محبت کا سلوک کیا اور ان میں تبلیغ کرنے کی کوشش کریں ۔

مجھے یاد ہے پچھلے سال افریقہ سے ایک کینیڈین دوست تشریف لائے تھے اور انہوں نے تعارف کروا بتایا کہ میں انگلستان صرف اس غرض سے آیا ہوں کہ وہاں احمدیوں سے میرا تعارف ہوا اور وہ مجھے ایسے اچھے لوگ لگے اور ایسے با اخلاق لوگ لگے کہ مجھے دلچسپی پیدا ہوئی اور جب آپ کے متعلق پتہ چلا کہ آپ انگلستان میں ہیں تو میں نے فیصلہ کیا کہ آپ سے ملے بغیر واپس کینیڈا نہ جاؤں اور کوئی مقصد میرا یہاں آنے کا نہیں ۔ چنانچہ وہ بڑی محبت سے ملے اور کافی دیر ان سے تبادلہ خیال ہوا ۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں باہر کی دنیا میں جہاں کینیڈین موجود ہے وہاں اگر جماعت ان سے رابطہ کرے تو انشاء اللہ وہ زیادہ محنت کے بغیر تھوڑی محنت پر بہت ہی اچھے نتائج نکل سکتے ہیں ۔ تو اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے تو اس ملک کے بچنے کے لئے بڑا ضروری ہے کہ جلد سے جلد اسلام کی گود میں آجائے اور اسلام کی ترقی کے لئے بھی یہ ملک عظیم الشان کام کر سکتا ہے کیونکہ اس کے اندر Potentials موجود ہیں ۔

پس اگر چہ کئی پہلوؤں سے یہ تین ہفتے احساس محرومی بھی رہا لیکن دوسری طرف خدا تعالیٰ نے جو اس رابطہ کے نتیجہ میں اندرونی طور پر اور بیرونی طور پر جو بہترین نتائج نکالے اور آئندہ کے لئے امکانات روشن فرمائے اس کی وجہ سے میں بہت ہی مطمئن ہوں کہ وقت کا بڑا بھاری حصہ صحیح مصرف پر استعمال ہوا اور اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی کہ وقت ضائع نہیں ہوا۔

اس کے بعد میں اس امر کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ مولویوں کی ایذا رسانی جو بڑھتی جارہی ہے۔اس سے تکلیف تو ہے اور جماعت شدید اضطراب میں ہے، بے چینی محسوس کرتی ہے اور ہر وقت ایک سوال اٹھتا رہتا ہے کہ کب آخر خدا ان کو پکڑے گا۔کب ہمارے دل اس لحاظ سے ٹھنڈے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ان کو سب دنیا میں ناکام اور رسوا کر کے دکھائے گا۔تو میں اس پہلو سے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جو نیک اثرات میں دیکھ کے آیا ہوں ان پر ضرور نظر رکھیں۔ان کی کوششوں کے جماعت پر کوئی بد اثرات ظاہر نہیں ہو رہے بلکہ اتنے زیادہ نیک اثرات ظاہر ہو رہے ہیں کہ اگر آپ تکڑی کے دونوں پلڑوں میں ڈال کے دیکھیں اور دیانت داری سے موازنہ کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ جو تکلیفیں یہ پہنچا رہے ہیں اس کے مقابل پر جو اللہ تعالیٰ انعامات عطا فرما رہا ہے وہ بہت ہی زیادہ ہیں،کوئی نسبت ہی نہیں آپس میں۔اس لئے بے صبری نہ دکھائیں اس بارہ میں۔دعائیں ضرور کریں لیکن یہ یقین رکھیں کہ ان کی ہر کوشش ناکام ہوتی ہے اور بامراد نہیں ہوتی اور جو لوگ ان کے پس پشت طاقتوں کو یہ مشورے دیتے ہیں کہ ان کو پیچھے بھجواؤ، یہ تعاقب کریں اور اس کے نتیجہ میں جہاں جہاں جماعت پھیلتی ہے اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کریں۔وہ نہایت ہی احمقانہ مشورے دیتے ہیں کیونکہ جہاں جہاں مولوی جاتے ہیں وہاں اپنی ناکامی کے سامان کر کے آتے ہیں اور جماعت احمدیہ کی ترقی کے لئے نئے دروازے کھول کر آتے ہیں۔چنانچہ کینیڈا میں بھی میں نے دیکھا کہ جہاں جہاں مولوی گئے تھے وہاں سب سے پہلی بات تو یہ محسوس کی کہ کینیڈین سوسائٹی میں ان کے آنے کو اور ان کی حرکتوں کو نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھا ہے اور وہاں کے اخباری نمائندے سارے واقف تھے،جس جس نے بھی سوال کیا ہے،ٹیلیویژن والے بھی، ریڈیو والے بھی، انہوں نے ان کے متعلق بھی سوال کیا ہے کہ یہ کیا کرتے پھرتے ہیں۔کیسی احمقانہ باتیں کر رہے ہیں کیسی بیوقوفوں والی باتیں کر رہے ہیں۔یہ کر کیا رہے ہیں یہاں؟ آپ ہمیں بتائیں! میں ان کو کیا بتاتا کہ یہ کیا کرنے آئے

تھے ان کے پریس نے ہی بتا دیا تھا سارے ملک کو تو ایسے متنفر ہوئے وہ مولویت سے کہ جماعت احمدیہ کے لحاظ سے یہ خدا کے فضل سے ایک بہت ہی شاندار کامیابی ہے۔ دوسرے اس سے پہلے ان کو اگر شک تھا بھی کہ جماعت احمدیہ پر پاکستان میں مظالم ہو رہے ہیں تو ان مولویوں نے وہ رہا سہا شک دور کر دیا، ہر کسر کو نکال دیا سب وہم دور کر دیئے ہیں ان کے۔ان کا یہ تاثر ہے، بعض پرائیویٹ ملاقاتوں میں انہوں نے بتایا کہ جو یہاں آ کر یہ حرکتیں کر رہے ہیں وہاں کیا کرتے ہوں گے۔ایک طبعی نتیجہ ہے جوان کی عقلوں نے نکالا اور یہ درست بات ہے۔

چنانچہ اس پہلو سے بھی کینیڈین کا ردعمل دنیا کے دیگر ممالک کی نسبت بہت ہی زیادہ نمایاں تھا۔ انگلستان میں بھی علماء آتے ہیں اور بہت زیادہ یہاں آ کر گند بولتے ہیں اور شدید گالیاں دیتے ہیں ،فساد پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور جو بھی ان کے اندر طاقت ہے اس کو استعمال کرتے ہیں تا کہ جماعت احمدیہ کو کسی طرح نقصان پہنچ جائے لیکن انگریزوں میں ایسا نمایاں ردعمل نہیں دیکھایا یہ ہمیشہ سے ہی ان معاملات میں پڑے ہوئے ہیں اوران کے اوپر کوئی ان باتوں کا اثر ہی نہیں پڑتا، Conservative قوم ہے یا پیچ میں سے خوش ہوتے ہوں گے کہ مسلمان لڑ رہے ہیں آپس میں ہم Enjoy کرتے ہیں ہمیں کیا اس سے لیکن جو طبعی ردعمل ہونا چاہئے وہ یہاں ظاہر نہیں ہوا۔ لیکن کینیڈا میں حالانکہ جماعت احمدیہ کی تعداد یہاں کے مقابل پر بہت تھوڑی ہے لیکن جہاں بھی میں گیا ہوں وہاں پریس نے بھی ، ریڈیو نے بھی،ٹیلیویژن نے بھی یہ سوال اٹھایا ہے اور خوب اچھی طرح واقف تھے۔

ایک پریس کانفرنس میں ایک سردار صاحب بھی تشریف لائے ہوئے تھے انہوں نے آخر پر کہا کہ سوال تو نہیں بنتا لیکن ایک بات پر میرے دل میں تعجب پیدا ہو رہا ہے اور بڑی حیرت ہو رہی ہے مجھے ایک بات پر۔ میں نے کہا کیا بات ہے؟ کہنے لگے بات یہ ہے کہ ہندو بڑی کوشش کرتے ہیں کہ کسی طرح سکھ بھی ان کے کھاتہ میں شمار ہو جائیں اور سکھ کوشش کرتے ہیں کہ دوسرے جتنے بھی آ سکتے ہیں ان کے کھاتہ میں شمار ہو جائیں اور عیسائی بڑی کوشش کرتے ہیں کہ ان کی تعداد بڑھے، یہ پاکستان کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ اپنا کھاتہ کم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں سارا زور اس بات پر لگا رہے ہیں کہ مسلمانوں کی تعداد کم ہو زیادہ نہ ہو۔ کہنے لگے یہ مجھے سمجھ میں نہیں آ رہی۔ان معنوں میں یہ سوال تو

نہیں تھا کہ کوئی جواب دیا جاتا ، سننے والے سارے ہنس پڑے۔ تو وہاں اس کثرت کے ساتھ ان علماء نے خود اپنی شکست کے انتظام کئے ہیں اور ان کا جواب دینے کی مزید اب ضرورت ہی کوئی نہیں رہی۔

جہاں تک غیر احمدی سوسائٹی کا تعلق ہے انگلستان کی غیر احمدی سوسائٹی کے مقابل پر کینیڈا کی غیر احمدی سوسائٹی کا ردعمل بھی بہت ہی زیادہ شریفانہ اور صحیح خطوط پر ہے۔

چنانچہ وہاں کے بہت سے احمدی دوستوں نے حالات سنائے ان سے پتہ چلتا ہے کہ جو لوگ ان کی تقریروں میں شامل ہوئے ہیں، نہایت متنفر ہو کر واپس آئے ہیں بعضوں نے کھڑے ہو کر وہیں احتجاج کئے کہ تم کیا باتیں کر رہے ہو کیسی بے ہودہ لغو باتیں کرتے ہو! وہ لوگ دلیلیں دیتے ہیں، قرآن اور حدیث پیش کرتے ہیں تمہیں گالیوں کے سوا آتا ہی کچھ نہیں اور دوسرے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے بعض تو ٹیلیویژن وغیرہ کے پروگرام کے بعد آئے۔ لیکن علاوہ ازیں بھی جہاں جہاں بھی میں گیا ہوں وہاں کی مجالس میں غیر احمدی پاکستانی دوستوں نے نہ صرف شمولیت کی بلکہ غیر معمولی تعلق کا اظہار کیا اور آخری سفر میں وینکوور (Vancouver) میں تو ساتھ امریکہ کے شہروں سے بھی بعض غیر احمدی دوست تشریف لائے ہوئے تھے۔ وہاں وینکور میں بسنے والے جو بھی پاکستانی سوسائٹی سے تعلق رکھنے والے ہیں ان میں معزز ترین وہ سارے تشریف لائے ہوئے تھے اور مجلس کے بعد اس قدر محبت کا انہوں نے اظہار کیا کہ میں حیرت سے دیکھ رہا تھا کہ مولوی یہ کر کے گئے ہیں، یہ اثر ان کے اوپر چھوڑ کے گئے ہیں۔ بجائے متنفر ہونے کے اور زیادہ قریب آئے ہوئے تھے۔

اور ایک دوست جو امریکہ سے تشریف لائے ہوئے تھے ان کو دیکھ کر ان کی جو طرز تھی ان پیار اور محبت کی اس کو دیکھ کر میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ آج ہی یہ بیعت کر لیں اور اتفاق ایسا ہوا کہ دو فجیئن دوست ایک ان میں سے کویتی ہیں اور ایک مسلمان فجیئن تھے، ان دونوں نے فیصلہ کیا کہ آج ہم مغرب کی نماز کے وقت بیعت کریں گے۔ چنانچہ جب انہوں نے بیعت شروع کی پھر میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ وہ دوست کہاں گئے، ان کے چہرے پر بڑی سعادت اور شرافت تھی اور ان میں بڑا محبت کا طبعی جذبہ پایا جاتا تھا وہ بھی ساتھ شامل ہو جاتے تو کتنا اچھا ہوتا اور جب میں نے سر اٹھایا تو تیسرے آدمی وہ تھے جو ہاتھ رکھ کے بیعت کر رہے تھے اور بیعت ختم ہوتے ہی

مجھے کہا کہ میری صرف ایک درخواست ہے۔ میں نے کہا کیا ہے؟ کہ اب مجھے گلے لگنے دیں اور اس محبت سے گلے لگایا۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ تو میری دعا کا جواب ہیں۔صبح بھی میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی تھی اور اب بھی بیعت کے دوران میں سوچ رہا تھا کہ کاش وہ بھی ہوتے تو وہ بھی ہاتھ رکھ لیتے اور وہ بھی شامل ہو گئے۔

وہاں صرف کینیڈین دوستوں میں ہی سعادت نہیں بلکہ وہاں جو پاکستانی بس رہے ہیں ان میں بھی سعادت پائی جاتی ہے۔ بہت جگہ ہے کام کی ، بہت گنجائش ہے اور جو مولوی جاتے ہیں وہ الٹا اثر چھوڑ کر آتے ہیں۔اس لئے بہت دعا میں یاد رکھیں کینیڈا کی سرزمین کو۔ ہر پہلو سے اللہ تعالیٰ ان کی سعادت کو بڑھائے اور جو نیکی انہوں نے جماعت سے کی اس کی جزاء دے۔ایسا ایک طبعی ردعمل ہے جس کا آپ اندازہ نہیں کر سکتے جو محسوس کرے جو ان باتوں سے گزرا ہو اس کو اندازہ ہوتا ہے کہ عام قوموں سے مختلف ہے ۔

میں ایک مثال دیتا ہوں چھوٹی سی لیکن اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان لوگوں کے مزاج میں ایک ایسی سعادت اور شرافت پائی جاتی ہے۔ایک جزیرے سے دوسرے جزیرے تک تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ کا سفر تھا جہاز کا۔ جب جہاز کے کپتان کو پتہ چلا کہ جماعت احمدیہ کا سربراہ سفر کر رہا ہے۔وہاں الگ بیٹھنے کے لئے کیبن وغیرہ نہیں ہوتا تو انہوں نے کہا کہ ہم آپ کو وی۔آئی۔پی میں بٹھانا چاہتے ہیں،آپ ہمارے ساتھ وہاں تشریف لے آئیں اور وہاں ٹھہریں۔اب یہ بات مجھے تو قطعاً کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں نے بہت سفر کئے ہیں چاہے تھرڈ کلاس ہو یا کسی قسم کی ہو میرا مزاج ہی نہیں ان باتوں کو اہمیت دینے کا کہ سیٹ کیسی ہے۔ جہاں بیٹھیں لطف اٹھاتے ہیں اللہ تعالیٰ کی قدرت کے اور ملنے کا بھی مزہ آتا ہے۔لیکن میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ان کی سعادت کا یہ حال ہے کہ ویسے وہ مذہب سے دور ہیں عام طور پر لیکن مذہب کا احترام بھی ہے ان کے دل میں ۔ یہ واقعہ ابھی ختم نہیں ہوتا اس سے اگلا حصہ سنیں اور زیادہ حیرت انگیز ہے۔ان کی شرافت کے نتیجے میں ہمارے ایک ساتھی نے سوچا کہ واپسی کا کپتان پتہ ایسا ملے یا نہ ملے کہ ان سے ہی کہہ دیں کہ واپسی کے لئے جو بھی کپتان ہو اس کو بھی درخواست کر دیں ہماری طرف سے۔اب یہ بات سخت شرمندہ کرنے والی تھی میرے لئے۔ انہوں نے تھوڑی سی بات کی تھی کہ واپسی پے تو ہمارا، شاید فلاں وقت ہو۔تو میں سمجھ گیا۔ میں نے کہا

ان کو ہرگز نہیں کہنا اور کوئی وقت نہیں بتانا۔ میں نے ان کا شکریہ ادا کیا میں نے کہا جزاک اللہ بہت بہت شکریہ بس بات ختم ہوگئی۔ واپسی پہ ہم نے ایک عجیب وغریب اعلان سنا جو ریڈیو کے ذریعہ سب جہازوں کو Message اس کپتان کی طرف سے جارہا تھا اور Message تھا کہ غالباً فلاں وقت سے لے کر فلاں وقت تک جماعت احمدیہ کے سربراہ وکٹوریہ سے وینکوور واپس جارہے ہوں گے۔ جس جہاز کے کپتان کو یہ سعادت ملے کہ ان کے ساتھ وہ سفر کریں میں درخواست کرتا ہوں کہ وہ ان کو V.I.P Treatment دیں اوران کے ساتھ ہر قسم کا حسن سلوک کریں اوراس کے ساتھ ہی کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ وہ کپتان صاحب تشریف لے لائے اور انہوں نے کہا کہ آپ آ جائیں اوپر کا کمرہ آپ کے لئے حاضر ہے اور جو جہاز کی طرف سے ہمارے سارے عملہ کی خاطر مدارت ہوسکتی تھی وہ انہوں نے کی۔ اسی عرصہ میں وہ پہلا جہاز بھی پاس سے گزرا اور نیوی کے طریق کے مطابق جو Salute دینے کا جو طریقہ ہے وہ بھی اختیار کیا۔ اب کوئی حکومت کا نمائندہ نہیں ہوں، کوئی حکومت کی طرف سے ان کو ہدایت نہیں تھی۔ یہ ساری باتیں ظاہر کر رہی ہیں کہ اس قوم کے مزاج میں ایک سعادت ہے۔ خود بے مذہب سے ہیں لیکن اس کے باوجود ان کے دل میں مذہب کے لئے احترام پایا جاتا ہے، انسانی قدریں بھی پائی جاتی ہیں۔ اس لئے جماعت احمدیہ کو خصوصیت کے ساتھ کینیڈین قوم کا شکریہ دعا کے ذریعہ ادا کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ان کو دنیاوی لحاظ سے بھی ہر قسم کے فتنوں اور خطروں سے بچائے اور روحانی لحاظ سے بھی تیزی کے ساتھ اسلام کی گود میں آکر خدا تعالیٰ کی رحمت کے سایہ تلے آنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور نے فرمایا:

ایک افسوسناک خبر یہ ہے کہ مکرم مسعود احمد صاحب جہلمی جو واقف زندگی ہیں اور سوئٹزرلینڈ کے مبلغ ہیں ان کے والد صاحب پرسوں رات انتقال فرما گئے۔ بہت مخلص فدائی دوست تھے اور سلسلہ کے احکامات کے لئے پابہ رکاب رہنے والے۔ خلافت کی طرف سے کوئی تحریک ہو، کوئی آواز کان میں پڑے تو بلا تاخیر ردعمل دکھاتے تھے۔ قادیان کے لئے آواز پہنچی تو اپنے بیوی بچوں کو چھوڑ کر فوراً وہاں چلے گئے۔ واپس آئے تو پتہ لگا کہ کشمیر کے لئے جانا ہے تو وہاں چل پڑے۔ ہمیشہ اخلاص کا مرقع اور اطاعت شعار، صرف اطاعت شعار نہیں بلکہ ولولہ کے ساتھ، شوق کے ساتھ آگے

بڑھ کر اطاعت کرنے والے اور اس کا نیک اثر اولاد پر بھی خدا کے فضل سے بہت ہی اچھا مترتب ہوا۔ ساری اولاد ہی سلسلہ کی فرمانبردار اور خدمت کرنے والی اور نیک راہوں پر آگے بڑھنے والی ہے۔ میری خواہش تو یہ تھی کہ جمعہ کے وقت ان کا جنازہ آجاتا تو یہیں پڑھا دیتے۔ مگر اب مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ تاخیر سے آئے گا یا شاید کچھ عزیزوں کا انتظار ہے۔ تو آج عصر کے بعد یا پھر مجلس سوال و جواب مغرب کے بعد ہونی ہے جس طرح بھی انہوں نے مناسب سمجھا ان کی نماز جنازہ ہوگی۔ ساتھ ایک دو نماز جنازہ غائب بھی ہونے والی ہے۔ اس کے علاوہ خوشی محمد صاحب سلسلہ کے پرانے کارکن تھے۔ وہ بڑا لمبا عرصہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے باڈی گارڈ رہے۔ ان کی وفات کی بھی اطلاع ملی ہے۔ ان سب کی نماز جنازہ غائب اکٹھی اسی وقت ادا کی جائے گی جب مسعود احمد صاحب جہلمی کے والد صاحب کی جنازہ ہوگا۔